حضرت سیّدۃ النساء فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا)

اسم مبارک: فاطمہ (س)

لقب: زہرا

کنیت: ام ابیہا، ام الائمہ

والد کا نام: محمد مصطفیٰ

والدہ کا نام: خدیجہ کبریٰ (ع)

تاریخ ولادت: ۲۰/ جمادی الثانی

خانہ داری

فاطمہ زہرا نے شادی کے بعد سے تمام گھر کا کام اپنے ہاتھ سے کرنا شروع کیا، جھاڑو دینا، کھانا پکانا، چرخہ چلانا، چکی پیسنا اور بچوں کی تربیت کرنا، یہ سب کام اور ایک اکیلی سیدہ لیکن نہ تو کبھی تیوریوں پر بل آئے نہ اپنے شوہر حضرت علی بن ابی طالب علیہ السّلام سے کبھی اپنے لیے کسی مددگار یا خادمہ کے انتظام کی فرمائش کی. ایک مرتبہ اپنے پدر بزرگوار حضرت رسولِ خدا سے ایک کنیز عطا کرنے کی خواھش کی تو رسول نے بجائے کنیز عطا کرنے کے وہ تسبیح تعلیم فرمائی جو تسبیح فاطمہ زہرا کے نام سے مشہور ہے ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، ۳۳ مرتبہ الحمداللہ اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، حضرت فاطمہ اس تسبیح کی تعلیم سے اتنی خوش ہوئیں کہ کنیز کی خواہش ترک کردی. بعد میں رسول نے بلا طلب ایک کنیز عطا فرمائی جو فضہ کے نام سے مشہور ہے، جناب سیّدہ فضہ کے ساتھ ایک کنیز کا سا نھیں بلکہ ایک رفیق کا سا برتاؤ کرتی تھیں .اسلام کی تعلیم یقیناً یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں زندگی کے جھاد میں مشترک طور پر حصہ لیں اور کام کریں. بیکار نہ بیٹھیں مگر ان دونوں میں صنف کے اختلاف کے لحاظ سے تقسیم عمل ہے. اس تقسیم کار کو علی علیہ السّلام اور فاطمہ نے مکمل طریقہ پر دُنیا کے سامنے پیش کردیا، گھر سے باہر کے تمام کام جیسے آب کشی کرنا، باغوں میں پانی دینا اور اپنی قوتِ بازو سے اپنے اور اپنے گھر والوں کی بسر زندگی کا سامان کرنا یہ علی علیہ السّلام کے ذمہ تھے اور گھر کے اندر کے تمام کام حضرت فاطمہ زہرا انجام دیتی تھیں، یہ ضروری نھیں کہ آج چودہ سو برس کے بعد بھی کاموں کی شکل وہی رہے جو پہلے تھی زمانہ کی ضروتوں کے لحاظ سے ان میں فرق ہو سکتا ہے مگر اس روح کو جو گھر کے اندر اور باھر کی زندگی کے تفرقہ کے ساتھ قائم ہے, محفوظ رکھا جانا ہر حال میں ضروری ہے.

عبادت ودعا کے موقع پر ایثار

فاطمہ زہرا اسلام اللہ علیہا کی عبادت وہ تھی جو عالمِ انسانیت کے اس طبقہ کے لیے جاوادانی مثال ہے. عبادت بظاہر مخلوق اور خالق کے درمیان کی انفرادی چیز ہے اس لیے زیادہ تر عبادت کرنے والے ایسے ہوں گے جو شاید اپنے مال بلکہ غذا میں بھی دوسروں کو اپنے اوپر مقدم کر سکتے ہوں مگر اللہ کی بارگاہ میں تو «خود غرضی» ہی نظر آتی ہے لیکن آلِ رسول اس سے مستثنیٰ ہیں. وہ خالق کی بارگاہ میں بھی کھڑے ہوتے تھے تو دوسری مخلوق کا درد اپنے دل میں لئے ہوئے چنانچہ حضرت سیدہ عالم کے متعلق شھزادہ امام حسن علیہ السّلام کا بیان ہے کہ سیدہ عالم نے رات بھر محراب عبادت میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور مومنین و مومنات کے لیے بہت دعا کی مگر اپنے لیے کوئی دعا نہ مانگی. اس کے بعد میں نے آپ سے ذکر کیا تو فرمایا کہ الجار ثم الدار۔ یہ عربی کی کھاوت ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ پہلے پڑوسی پھر اپنا گھر۔

پردہ

سیدہ عالم نہ صرف اپنی سیرت زندگی بلکہ اقوال سے بھی خواتین کے لیے پردہ کی اہمیت پر بہت زور دیتی تھیں ۔آپ کا مکان مسجدِ رسول سے بالکل متصل تھا لیکن آپ برقع وچارد میں نہاں ہو کر بھی اپنے والدِ بزرگوار کے پیچھے نماز جماعت میں شرکت یا آپ کے موعظہ کے سننے کے لیے مسجد میں تشریف نھیں لائیں بلکہ اپنے فرزند امام حسن علیہ السّلام سے جب وہ مسجد سے واپس جاتے تھے تو اکثر رسول کے خطبہ کے مضامین سن لیا کرتی تھیں ۔ایک مرتبہ پیغمبر نے منبر پر یہ سوال پیش کر دیا کہ عورت کے لیے سب سے بھتر کیا چیز ہے ؟ یہ بات سیدہ تک پھنچی تو آپ نے جواب دیا کہ عورت کے لئے سب سے بہتر بات یہ ہے کہ نہ اس کی نظر کسی غیر مرد پر پڑے اور نہ کسی غیر مرد کی نظر اس پر پڑے ۔رسول کے سامنے یہ جواب پیش ہوا تو حضرت نے فرمایا« ۔کیوں نہ ہو فاطمہ میرا ہی ایک جز ہے۔

رسول کا برتاؤ

حضرت فاطمہ زہرا کے اوصاف و کمالات ہی کا نتیجہ ہے کہ رسول فاطمہ زہرا کے ساتھ بے حد محبت فرماتے تھے اور آپ کی عزت بھی ایسی کرتے تھے کہ جیسی اپنی بیٹی کی عزت کوئی دوسرا باپ نھیں کیا کرتا۔

محبت کے مظاہروں میں سے ایک یہ تھا کہ جب آپ کسی غزوہ پر تشریف لے جاتے تھے تو سب سے آخر میں فاطمہ زہرا سے رخصت ہونے کے لیئے تشریف لاتے تھے اور جب واپس آتے تھے تو سب سے پھلے فاطمہ زہرا سے ملاقات کے لیئے تشریف لاتے تھے .اور عزت واحترام کا مظاہرہ یہ ہے کہ جب فاطمہ آتی تھیں تو آپ تعظیم کو کھڑے ہو جاتے تھے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے. رسول کا یہ برتاؤ فاطمہ زہرا کے سوا کسی دوسرے شخص سے نہ تھا .

وفاتِ رسول

بعثت کے ۳۲ برس اور ہجرت کے دس برس بعد جب فاطمہ زہرا ۱۸ برس کی تھیں جب آپ کے شفیق اور عزت کرنے والے قدردان باپ نے دنیا سے رحلت فرمائی. اس صدمہ کا اثر فاطمہ زہرا نے اتنا لیا جتنا کسی بیٹی نے کبھی اپنے باپ کی وفات کا نھیں لیا ہو گا۔ رسول کی وفات کے بعد سدۂ عالم جتنے دن زندہ رہیں، کبھی کسی نے آپ کو ھنستے یا مسکراتے نھیں دیکھا بلکہ برابر باپ کے غم میں روتی رہیں۔ آپ اتنے پر درد طریقہ سے نوحہ کرتی تھیں کہ آس پاس کے رہنے والے بھی شدید طور پر متاثر ہوتے تھے۔

ناگوار حالات

افسوس کہ فاطمہ جن کی تعظیم کو رسول کھڑے ھو جاتے تھے بعدِ رسول اہل زمانہ کا رخ اپنی طرف سے پھرا ہوا محسوس کرتی تھیں . علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے خلافت چھینا جانا ہی سیدہ کے لیے کیا کم تھا کہ آپ سے بیعت کا سوال بھی کیا جانے لگا اور صرف سوال ہی نھیں بلکہ جبر و تشدّد سے کام لیا جانے لگا .انتہا ہے کہ سیّدہ عالم کے گھر پر لکڑیاں جمع کر دیں گئیں اور آگ لگائی جانے لگی. اس صدمہ وزحمت کی شدت یہ تھی کہ جسے جسمانی حیثیت سے سیدہ برداشت نہ کر سکیں اور وہی آپ کی وفات کا سبب ہوا، ان صدموں کی شدّت سیّدہ کی زبان پر جاری ہونے والے اس شعر سے ظاہر ہے:

صُبّت علیّ مصائبُ لو انّھا صبّت علی الایّام صرن لیالیا

«یعنی مجھ پر اتنی مصیبتیں پڑی ہیں کہ اگر وہ دِنوں پر پڑتیں تو وہ رات ہو جاتے»

وفات

آخر کار سیدۂ عالم نے اپنے والد بزرگوار رسولِ خدا کی وفات کے تین مہینہ بعد تیسری جمادی الثانی ہجری میں وفات پائی. آپ کی وصیّت کے مطابق آپ کا جنازہ رات کو اٹھایا گیا . حضرت علی بن ابی طالب علیہ السّلام نے تجہیز و تکفین کا انتظام کیا. صرف بنی ھاشم اور سلمان اور مقداد و عمار ایسے مخلصین کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی اور خاموشی کے ساتھ دفن کر دیا. آپ کے دفن کی اطلاع بھی عام طور پر لوگوں کو نھیں ہوئی جس کی بنا پر یہ اختلاف رہ گیا کہ آپ جنت البقیع میں دفن ہیں یا اپنے ہی مکان میں جو بعد میں مسجد رسول کا جزو بن گیا۔ جنت البقیع میں جو آپ کا روضہ تھا وہ بھی باقی نھیں رہا بلکہ ۸ شوال ۱۳۴۴ ہجری کو ابن سعود لعنۃ اللہ علیہ نے دوسرے مقابر اہلبیت علیہم السّلام کے ساتھ اسے بھی منہدم کرا دیا۔